FileName:PMFLAT_23(INP,PMFL4)Bdir Current Kashif Doing.

حکمت۔ ہومیوپیتھی عملیات اور دیگر عطائیوں کے علاج کے نقصانات اور فائدے

اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ کیا اوپر دیئے گئے علاج کے طریقوں سے مریض کو کچھ فائدہ ہوسکتا ہے؟ تو میں جواب دوں گا کہ ہوسکتا ہے اور اس بات کی تائید عوام کی ایک بڑی تعداد بھی کرے گی۔ کیونکہ جن جن لوگوں نے اوپر دیئے گئے علاج میں سے جو بھی آزمائے ہیں ان میں سے کئی لوگوں کا مرض بہتر ہوا ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بہتری عارضی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دماغ کو جسم پر حاکم بنایا ہے۔ دماغ جب خوش وخرم اور پُر اُمید ہوتا ہے تو جسم بھی صحت مند محسوس ہوتا ہے اور دماغ پر جب مایوسی یا پریشانی کی گرفت ہوتی ہے تو جسم میں بھی تکلیف زیادہ محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس طرح جب مریض کو کوئی شے دی جاتی ہے جسے وہ دوا سمجھتا ہے، (چاہے وہ دوا نہ ہو مگر گلوکوز یا کوئی اور ایسی ہی بے اثر چیز ہو یعنی Placebo تو اس کا دماغ خوش ہو جاتا ہے اور ذہن میں بہتری کی اُمید پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ جسم پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے، اور بیماری کی تکلیف (جسمانی یا ذہنی) کچھ کم محسوس ہوتی ہے، مگر یہ عارضی مدت کیلئے ہوتا ہے۔ یہ اثر دیرپا اس لیے نہیں ہوتا کہ اصل مرض (جراثیم کا پھیلاؤ یا کیمیائی خرابی وغیرہ) اندر ہی اندر بڑھتا رہتا ہے جبکہ اوپر سے ذہن جھوٹی تسلیاں دیتا رہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ افاقہ محسوس ہوتا ہے مگر مرض میں اضافہ ہوتا ہے اور کچھ مدت کے بعد مرض کے شدید ترین علامات ظاہر ہونے لگتی ہیں اور دماغ کا نفسیاتی اثر بھی ان کو کم کرنے میں ناکام رہتا ہے اور مریض زیادہ بیمار ہو جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی ملنے آجائے تو مریض کی طبیعت بہل جاتی ہے۔ مرزا غالب نے بھی یہی کہا ہے :

دوست آئے یا کوئی دوست کا پیغام آئے
آئے بیمار کو جیسے آرام آئے

ویسے کئی عامل بھی بہت مہلک ہوتے ہیں۔ وہ مریضوں کو مارتے ہیں، آگ کا دھواں اور دھونی ان کے ناک اور مُنہ میں دیتے ہیں۔ گرم گرم لوہے یا سریے سے جسم کو داغ دیتے ہیں اور اگر مریض چیخ پکار کرے تو لواحقین کو یہ کہہ کر اطمینان کرادیتے ہیں کہ دراصل یہ مریض کو تکلیف نہیں ہورہی بلکہ اسی "جن" کو ہورہی ہے جو اس مریض پر قابض ہے۔

ایک نوجوان لڑکی کو میرے پاس کسی بیماری کیلئے لایا گیا اس کے گھر والے بہت دنوں سے عاملوں سے علاج کروار ہے تھے۔ اس کے خاوند نے کہا کہ ایک عامل نے اس پر عمل کیا تھا تو اس نے خود مردانہ آواز میں کہا تھا۔

"میں جن ہوں، میں اس پر آ گیا تھا مگر اب میں چلا جاؤں گا"

شوہر کی اس بات پر مریضہ ہنسنے لگی اور بولی "اگر آپ کی پہلے ڈنڈے سے پٹائی ہوتی اور پھر بال کھینچے جاتے، پھر آگ اور دھوئیں سے مُنہ جُھلسایا جاتا اور آخر میں ایک گندے سے بدبودار جوتے کو مُنہ کے اندر ٹھونس دیا جاتا تو آپ بھی یہی سب کچھ کہنے پر مجبور ہوجاتے۔"

رہی ان عاملوں کی بات ہے جو بے ضرر علاج کرتے ہیں، یعنی تعویز دیتے ہیں یا پڑھ کر کچھ پھونک دیتے ہیں، یا پڑھا ہوا پانی پینے کیلئے وغیرہ۔ ان کے علاج سے اگر حقیقی فائدہ نہیں تو کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔ بے ضرر عاملوں کی طرح ہومیوپیتھی بھی بے ضرر ہے۔ (فائدہ بھی نہیں اور نقصان بھی نہیں) علاوہ نفسیاتی اثر کے جس کا اوپر ذکر کیا جاچکا ہے۔

حکمت میں بھی زیادہ تر ادویات بے اثر ہیں اور صرف نفسیاتی فائدہ کرتی ہیں، البتہ کچھ ادویات بیماریوں میں زوداثر بھی ہیں۔ مگر چونکہ حکمت نے تحقیق کے ذریعے ترقی نہیں کی بلکہ تنزل پذیر ہوئی ہے کیونکہ جو علاج قدیم حکماء اور طبیب اور جراح کرتے تھے وہ بھی موجودہ دور کے حکماء نے چھوڑ دیئے ہیں (مثلاً جراحی)، اس لئے ان کی ادویات کا اثر بھی بہت معمولی ہے اور جدید ادویات کے مقابلے میں ایسا ہی ہے جیسے ہوائی جہاز کے سامنے بیل گاڑی۔ اس کے علاوہ حکیم کچھ نقصان دہ ادویات بھی استعمال کرتے ہیں مثلاً دست آور(Purgatives)، کشتے(Heavy metal Compounds)، دھتورا (Strychnine)، سنکھیا(Arsenic) اور افیم(Opium) وغیرہ۔

جہاں تک ان عطائیوں کا تعلق ہے جو سند یافتہ تو نہیں ہیں مگر جدید ادویات استعمال کرتے ہیں وہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔ جدید طب کی ادویات بہت زوداثر ہیں مگر ان کے استعمال کے طریقے معلوم ہوں تب ورنہ وہ نقصان بھی کر سکتی ہیں اور جب عطائی ان ادویات کو استعمال کرتے ہیں تو یہ ایسا ہی ہے کہ ایک بیل گاڑی چلانے والے کو ہوائی جہاز اُڑانے کا کام سپرد کر دیا جائے۔ ظاہر ہے جو ہلاکت ہوگی وہ ہوائی جہاز کا قصور نہیں ہوگا بلکہ یہ چلانے والے کا اناڑی پن ہوگا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی قصائی کو جراحی کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ اس میں جراحی کا قصور نہ ہوگا بلکہ نااہل جراح کا ہوگا۔

قدرتی افاقہ (Natural Cure) :

ایک مشہور کہاوت ہے کہ "وقت سب سے بڑا معالج ہے۔" یہ اکثر امراض کے بارے میں درست ہے۔ امراض کی یوں بھی تقسیم کی جا سکتی ہے۔

1- وہ امراض جو مہلک ہیں چاہے علاج ہو یا نہ ہو۔

2- وہ امراض جن کا علاج اگر صحیح نہ ہو تو مہلک ہوتے ہیں۔

3-وہ امراض جو مہلک نہیں ہیں چاہے صحیح علاج ہو یا نہ ہو اور خود ہی ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

پہلے دونوں قسم کے امراض بہت کم ہیں اور تیسرے قسم کے امراض مقابلتاً بہت زیادہ ہیں۔یعنی یہ وہ امراض ہیں جو بغیر علاج کے بھی ایک معیاد کے بعد خود ہی ٹھیک ہو جاتے ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ نے جسم میں یہ قوت ودیعت کی ہے کہ جسم اس قسم کے امراض کو خود ہی ٹھیک کر لیتا ہے۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو انسان (حیوانات اور نباتات) کے علاوہ کسی اور میں موجود نہیں ہے۔یعنی زندہ چیزوں کی یہ بھی ایک علامت ہے۔کوئی مردہ چیز چاہے وہ کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو اس میں یہ خاصیت ہرگز نہیں ہے چاہے وہ پہاڑ ہو یا لوہا یا کوئی اور مضبوط چیز۔ اگر ہماری کار کا ٹائر پنکچر ہو جائے، یا میز کا کونا کٹ جائے یا قلم ٹوٹ جائے یا کاغذ میں چھید ہو جائے تو وہ از خود ٹھیک نہیں ہو سکتا۔کوئی نہ کوئی شخص اس کو آ کر ٹھیک کرے گا۔ورنہ اگر کئی صدیاں بھی وہ ایسے ہی پڑا رہے تو وہ جڑ نہیں سکتا۔البتہ اگر میری انگلی کٹ جائے یا مجھے زکام ہو جائے یا کوئی دوسری غیر مہلک بیماری ہو جائے تو میرے جسم میں ایسے مادے ہیں جو کٹی ہوئی انگلی کو جوڑ دیں گے زکام کے جراثیم کو مار بھگائیں گے اور دوسری بیماریوں سے متاثر اعضاء کو ٹھیک کر کے دوبارہ سے صحت مند کر دیں گے۔اس لیئے بہت سی بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جو ایک معیاد کے بعد خود ہی ٹھیک ہو جاتی ہیں چاہے علاج بالکل نہ ہو یا غیر موثر علاج ہو۔

مهلك ادويات :

البتہ اگر کوئی ایسی دوا یا علاج کیا جائے جس سے مریض مزید کمزور ہو جائے تو علاج سے بیماری کے بجائے مریض متاثر ہو جائے گا اور مرض سے وہ نہیں مرے گا بلکہ علاج کے مہلک اثر سے مر جائے گا۔ ایسی ادویات پُرانے طبیب اور حکیم استعمال کرتے تھے اور اب بھی کرتے

ہیں۔ مثلاً سنکھیا (Arsenic)، دھتورا (Strychinine)، دست آور ادویات (Purgatives)، افیم (Opium) اور کشتے (Heavy Metal Compounds) اور چند دوسرے علاج جان لیوا ثابت ہوتے ہیں۔ ان میں سرفہرست ہے فسد لگانا، یعنی خون نکال کر بہا دینا۔ یہ علاج ایک زمانے میں بہت پسندیدہ اور عام تھا۔ دوسرا علاج جو بہت استعمال ہوتا تھا وہ دست آور ادویات تھیں۔ حکیم اب بھی اس کے حق میں ہیں۔ اور پُرانے زمانے میں تقریباً تمام ہی طبیب ان کو استعمال کرتے تھے۔ یہ علاج جسم کو اس قابل بھی نہیں چھوڑتا تھا کہ وہ بیماری کا مقابلہ کر سکے اور مریض بیماری سے کم اور علاج سے زیادہ مرجایا کرتے تھے۔

بے اثر ادویات (Placebos):

ہومیوپیتھی کے موجد ڈاکٹر ہنی من نے صحیح اندازہ لگایا تھا، کیونکہ اس کی اپنی بیٹی اس قسم کے مہلک ''علاج'' سے فوت ہو چکی تھی۔ ہنی من نے ان دونوں طریقہ علاج (یعنی جلاب اور فسد خون) کے خلاف سخت مہم چلائی اور جو طریقہ اس نے وضع کیا (یعنی ہومیوپیتھی) اس نے اس کی بالکل ممانعت کردی۔ یہ ممانعت ہی دراصل اس علاج کی کامیابی کا راز تھا مگر اس نے بھی اس حقیقت کا صحیح ادراک نہیں کیا۔ مزید ادویات جو اس نے تجویز کیں وہ اتنی کم مقدار میں تھیں کہ بسا اوقات ایک خوراک میں دوا کا ذرا برابر بھی جز نہیں ہوتا تھا اور جدید تحقیق سے یہ بات آسانی سے ثابت کی جاسکتی ہے۔ اس لیے اس دوا سے کسی فائدے کی اُمید تو ہرگز نہیں ہونی چاہیے، البتہ اس سے کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا جو کہ کچھ زہریلی ادویات سے ہوتا تھا، جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ اسی وجہ سے ''ہومیوپیتھی'' کا طریقہ ''علاج'' ایک حد تک کامیاب رہا۔

آج کی جدید طب (Modern Medicine) ان دونوں نقائص سے پاک ہے۔ اس لیے ''ہومیوپیتھی'' ان معمولی بیماریوں کا '' مقابلہ'' کرلیتی ہے جن میں ٹھیک ہونے کیلئے صرف وقت کی ضرورت ہوتی ہے اور دوا یا علاج کی ضرورت نہیں ہوتی، مگر ان بیماریوں میں خطرناک ثابت ہوتی ہے جن کو جسم خود سے ٹھیک نہیں کرسکتا اور موثر علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے امراض میں ''ہومیوپیتھی'' کا علاج خطرناک بن جاتا ہے۔ کیونکہ جتنی دیر یہ ''علاج'' چلتا ہے اتنا ہی وقت شدید بیماری کو مزید بڑھنے کیلئے موقع فراہم ہوجاتا ہے، اور مرض خطرناک حدوں تک پہنچ سکتا ہے، جس کے بعد جدید اور موثر علاج سے بھی افاقہ مشکل ہوجاتا ہے، اور معذوری یا موت کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں۔

طریقہ علاج قدرتی (Natural)

نفسیاتی (Placebo) یا حقیقی (Real)

چونکہ جسم قدرتی طور پر علاج کرلیتا ہے اس لئے محض وقت کے ساتھ بہت ساری بیماریاں خود ہی ٹھیک ہوجاتی ہیں۔ اس لیے بیشتر جانور بغیر علاج کے ٹھیک ہوجاتے ہیں اور وہ غریب لوگ بھی جو علاج نہیں کراسکتے۔ اس قدرتی علاج کی معاونت ہر وہ علاج کرتا ہے جو حقیقی اثر تو کوئی نہ رکھے مگر جس کو مریض غلط فہمی کی بناء پر علاج سمجھتا ہو، یعنی اس علاج کا نفسیاتی اثر ضرور ہوتا ہے۔

اس وجہ سے دنیا میں جتنے بھی علاج رائج ہیں ان سے لوگ مستفید ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، یعنی تعویز گنڈہ، عملیات، مراقبہ، جڑی بوٹی، سٹرک حکیم کی ادویات، ایورویدک، ہومیوپیتھی، حکمت وغیرہ۔

حقیقی اور موثر علاج بھی مندرجہ بالا کیفیت سے مدد حاصل کرتا ہے۔ یعنی قدرتی اور

نفسیاتی عوامل سے مگر جو علاج ان عوامل سے مزید بڑھ کر موثر ہوتا ہے صرف وہ ہی حقیقی علاج کہلائے جانے کا مستحق ہے۔

قدرتی (Natural) بے اثر(Placebo) اور حقیقی علاج میں فرق کیسے کریں ؟

قدرتی(Natural)وہ ہے جو بغیر کسی علاج کے مرض ٹھیک ہو جائے۔البتہ بے اثر (Placebo) اور حقیقی علاج میں فرق کرنا بہت مشکل ہے۔مریض کسی سے دوا لیتا ہے اور ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اب اس کا فیصلہ کیسے ہو کہ مرض قدرتی (Natural)اور بے اثر (Placebo) کے زیر اثر ٹھیک ہوا یا یہ کہ علاج واقعی حقیقی اور موثر تھا۔

غیر موثر دوا اور علاج بھی نفسیاتی اثر (Placebo Effect) تو رکھتا ہے، اور قدرت بھی جسم کو صحیح کرنے کی جستجو کرتی رہتی ہے اسی لیے ہر علاج موثر علاج ہی محسوس ہوتا ہے۔جدید زمانے میں دوا ساز تجارتی ادارے وجود میں آ گئے ہیں جو نئی ادویات دریافت کرنے کیلئے کثیر رقوم خرچ بھی کرتے ہیں اور پھر ان ادویات کو بڑے پیمانے پر بیچ کر کثیر رقوم کماتے بھی ہیں۔ان چھوٹے بڑے اداروں کو اس بات کی کھلی چھٹی نہیں دی جا سکتی کہ وہ صرف بے اثر(Placebo) دوا بیچ کر لوگوں سے رقم بٹوریں۔البتہ اصلی، حقیقی اور موثر دوا معلوم کرنے میں ضرور ان کی معاونت ہونی چاہیے اور ایسی دوا کی فروخت میں ان کی ضرور مدد کرنی چاہیے تاکہ مریضوں کو فائدہ بھی پہنچے اور طب کا شعبہ ترقی بھی کرے۔

طب نے بے اثر دوا (Placebo) اور حقیقی اثر والی دوا (یا کوئی اور علاج) میں فرق معلوم کرنے کا ایک بہترین طریقہ ایجاد کیا ہے۔اس تجربے میں کسی ایک مرض میں مبتلا

افراد کو دو برابر کے گروہوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ یعنی نہ صرف ان گروہوں کی تعداد برابر ہوتی ہے بلکہ کوشش کی جاتی ہے کہ ان لوگوں کی اوسط عمریں، جنس، مرض کی شدت وغیرہ بھی تقریباً برابر ہوں۔ جس دوا کا اثر معلوم کرنا مقصود ہو اس کی ہم شکل ایک ایسی دوا (گولی یا شربت وغیرہ) تیار کی جاتی ہے جس میں کوئی دوا نہ ہو۔ بلکہ جس میں چینی یا گلوکوز یا آٹا وغیرہ ہو جس کا کوئی حقیقی اثر نہیں ہوتا مگر یہ لازمی ہے کہ دیکھنے سے دونوں میں کوئی فرق نہ ہو۔ بلکہ رنگ، شکل صورت، حجم، خوشبو اور مزے میں بھی کوئی فرق نہ ہو۔ اب ہمارے پاس دو قسم کی ایک سی شکل صورت کی ''ادویات'' تیار ہوگئیں۔ ایک نفسیاتی اثر والی دوا (Placebo) اور ایک وہ دوا جس کا ہمیں معلوم کرنا ہے کہ اس میں کوئی حقیقی اثر ہے یا صرف نفسیاتی اور قدرتی۔

طبیب ایک گروہ کو مصنوعی دوا (Placebo) اور ایک گروہ کو دوسری دوا دیتا ہے۔ مگر یہ بہت اہم ہے کہ دونوں گروہوں کے مریضوں اور معالجوں کو معلوم نہ ہو کہ ان کو مختلف دوا دی جا رہی ہے۔ بیماری اور علاج کے اندازے کے مطابق یہ پہلے سے طے کر لیا جاتا ہے کہ کتنی مدت دونوں گروہوں کے افراد کی بیماری کا مستقل جائزہ لیا جاتا رہے گا تاکہ معلوم ہو سکے کہ مرض گھٹ رہا ہے یا نہیں۔ آخر میں تمام اعداد و شمار جمع کر لیے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو سکے کہ دونوں گروہوں میں کتنے فیصد بالکل ٹھیک ہو گئے۔ کتنے فیصد بہتر ہو گئے۔ کتنے فیصد کو کوئی فائدہ نہیں ہوا اور کتنے فیصد ایسے ہیں جن کا مرض مزید شدت اختیار کر گیا ہے۔

اگر دونوں گروپوں کے مریضوں میں فائدہ تقریباً ایک جیسا ہے تو نئی دوا میں بھی کوئی حقیقی اثر نہیں ہے بلکہ مصنوعی دوا (Placebo) ہی کی طرح ہے، اس لیے بے کار ہے۔

البتہ جس گروہ کونئی دوا دی گئی تھی اس کے مریض زیادہ تعداد میں ٹھیک ہوئے ہیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ نئی دوا حقیقی اثر رکھتی ہے۔ یہ دوا کا اصل اثر معلوم کرنے کا جدید اور صحیح طریقہ ہے اور جو دوا ایسے تجربے سے گزر کر موثر ثابت کی جاتی ہے اسی کے بارے میں وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ مصنوعی اثر (Placebo) نہیں بلکہ حقیقی اثر رکھتی ہے۔

آج کل تمام ممالک میں حکومتوں نے ایسے ادارے قائم کرر کھے ہیں جو ہرنئی دوا کو اس کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور اگر وہ اپنا اثر ثابت کرتی ہے تب اس دوا کو بنانے اور بیچنے کی اجازت ملتی ہے۔

چنانچہ جدید طب کی تمام ادویات اس مرحلے سے گزر کر استعمال کیلئے بازار میں آتی ہیں۔ البتہ ہمارے ملک کی حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کرتی اور مختلف مصلحتوں کے زیر اثر بہت ساری ایسی ادویات بیچنے کی اجازت دے رکھی ہے جن کا حقیقی اثر ثابت نہیں کیا گیا ہے۔ اس میں حکمت کی بیشتر ادویات اور ہومیو پیتھی کی تمام ادویات شامل ہیں۔ چنانچہ ان ادویات کا اثر مصنوعی دوا (Placebo) کی طرح ہی ہیں اور لوگ اس غلط فہمی میں اپنا وقت اور پیسہ ضائع کرر ہے ہیں کہ یہ حقیقی اثر والی ادویات ہیں۔

''الکحل، ہومیو پیتھی دوائی'' کے عنوان سے روزنامہ جسارت میں بشارت علی خان لکھتے ہیں ....

ہومیو پیتھی اصولوں کے مطابق ہر وہ دوا ہومیو پیتھک دوا ہوتی ہے جسے کسی محلول میں ملا کر جھٹکوں (Succussion) یا رگڑ (Trituration) کے عمل کے ذریعہ سے قوت (Potency) پیدا کی گئی ہو۔ • چنانچہ اگر ایک گرام خالص ''اپی کاک'' کو لیکر نو گرام شوگر آف ملک میں ملا کر مخصوص طریقے سے کھرل میں رگڑیں تو جو 10 گرام

مرکب حاصل ہوگا وہ IX کی طاقت کا "ایی کاک" ہوگا۔ اب اگر اس 10 گرام IX میں سے ایک گرام لیکر اس میں 9 گرام شوگر آف ملک ملا کر پھر کھرل کریں تو جو مرکب بنے گا وہ 2X "ایی کاک" ہوگا۔ غرض اسی طرح آپ اگر چاہیں تو 2x سے 6X, 5X, 4X یہاں تک کہ 200 کی طاقت اور اس کے بعد ملین اور سینٹی ملین CM کی پوٹنسی تک دوا بنا سکتے ہیں۔ جس قدر آپ دوا کی مقدار کم کرتے جائیں گے اس کی طاقت زیادہ سے زیادہ ہوتی جائے گی۔ (یہ بات قابل فہم نہیں)۔

سیال ہومیو پیتھک دواؤں کی تیاری اور طاقت (Potency) کا نظام سمجھنے کیلئے ایک سادہ سی مثال اور دی جاتی ہے۔

فرض کریں آپ کے پاس تیس بالٹیاں، جن میں پانی بھرا ہے، ترتیب سے رکھی ہیں۔ اب آپ پہلی بالٹی میں ایک گلاس دودھ ملا دیں اور خوب ملائیں۔ اس پہلی بالٹی سے ایک گلاس بھر کر دوسری بالٹی میں ڈال کر خوب ہلا دیں۔ دوسری بالٹی سے پھر ایک گلاس بھر کر تیسری بالٹی کے پانی میں ملا دیں۔ غرض یہ مشق تیسویں بالٹی تک جاری رکھیں۔ آپ غور کریں گے کہ تیسویں بالٹی میں دودھ کا رنگ آپ کو قطعی نظر نہیں آئے گا۔ وہاں دودھ نہ ہونے کے برابر ہوگا۔ بے شک نظری طور پر ایسا ہی ہے۔ اگر آپ دودھ کو دوا فرض کر لیں تو تو ہومیو پیتھی کے لحاظ سے دوا کی طاقت پہلی سے زیادہ دوسری میں، تیسری سے زیادہ چوتھی بالٹی میں، یہاں تک کہ تیسویں بالٹی میں دوا کی طاقت سب سے زیادہ ہوگی۔

ایک محتاط اندازے اور تخمینہ کے مطابق ایک گرام ٹھوس دوا کو پہلی مثال (ایی کاک) کے طریقے سے شوگر آف ملک میں ہی ملا کر 200 کی پوٹنسی بنائی جائے تو 17 ہزار کلو گرام یعنی 17 ٹن دوا حاصل ہوگی۔ یقیناً دوا کی مقدار پاکستان ہی نہیں دوسرے ممالک کی

بھی ضرورت کو بخوبی پورا کر سکتی ہے۔ اگر ایک ملی لیٹر خالص دوا کو مائع حالت میں لیکر اس کی الکوحل کے ساتھ پوٹنسی (طاقت) بنائی جائے تو صرف 6X کی پوٹنسی بنانے تک 1000 (ایک ہزار) لیٹر دوا حاصل ہوتی ہے۔

واضح رہے کہ 6X سے اوپر کسی بھی ہومیو پیتھک دوا میں اصول دوا کی نوعیت، ماہیت یا خاصیت اب تک جدید ترین کیمیائی و برقی تحقیق آلات مثلاً (HPLC) انالائزر یہاں تک کہ اٹامک ابزارپشن اسپکٹرواسکوپی (Atomic Absorption Spectroscopy) سے بھی معلوم نہیں کی جا سکی۔ چنانچہ 6X سے اوپر جس قدر بھی پوٹنسیاں بنتی ہیں ان میں عملی سائنس کے حساب سے دوا کی مقدار صفر ہوتی ہے۔ باقی الکوحل ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ 30X پوٹنسی ہو یا 200 کی یا IM کی، ان سب میں عملی لحاظ سے دوا کی مقدار صفر اور الکوحل کی مقدار صد فیصد ہوتی ہے (100% الکوحل)۔

پوٹنٹائزیشن (Potentiation) وہ عمل ہے جس کے دوران کسی ادویاتی شے کو مقررہ قاعدوں اور اسکیلوں کے مطابق تقسیم در تقسیم کے ذریعے انتہائی لطیف صورت میں تبدیل کیا جاتا ہے تاہم اس تقسیم در تقسیم کے ہر مرحلہ پر اگر وہ ٹھوس ہے تو اس کو رگڑ کے عمل سے گزارا جاتا ہے۔ اگر وہ مائع ہے تو ہر مرحلہ پر اس کو دس جھٹکے دیئے جاتے ہیں۔ یہی ڈاکٹر سیموئل ہانمین کی دریافت ہے۔ چنانچہ اس بات پر تمام اکابرین ہومیوپیتھی کا اتفاق ہے کہ مائع دوا کی ہر تحلیل (Dilution) پر 10 جھٹکے دیئے جائیں تو محلول میں پوٹنسی یا طاقت (Dynamic) پیدا ہو جاتی ہے۔ یہاں مضمون کی طوالت کے خوف سے تفصیل میں جانا مناسب نہیں لیکن یہ امر واضح ہے کہ ہومیو پیتھک دوا سازی میں جھٹکے دینے

(Succussion)اور رگڑنے (Trituration) کے ذریعہ سے طاقت پیدا کرنے کا عمل کیا جاتا ہے۔

جن ہومیو پیتھک ادویات (پوٹنسیاں) الکوحل والی پوٹنسیوں کا ذکر پہلے کیا گیا ہے، بیشتر کو براہ راست مریضوں پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ دراصل ان دواؤں کو ہومیو پیتھک ڈاکٹرز اپنی ڈسپنسریوں میں مریضوں کے لئے مخصوص مرض کی دوا تیار کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحبان یہ پوٹنسی والی الکوحل اس لئے بھی مہنگی خرید لیتے ہیں کیونکہ وہ خود بھی 10 ملی لیٹر دوا کو مزید کئی گنا دوا میں تبدیل کر کے مریضوں کو دیتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ ہر ڈاکٹر کی ڈسپنسری میں شوگر (چینی) کی ننھی گولیاں ہوتی ہیں جو ایک گرام کی شیشیوں میں ڈال دی جاتی ہیں۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر جو دوا بھی مریض کی علامات مرض کے لحاظ سے تجویز کرتا ہے اس کے چند قطرے (پانچ یا چھ) ان گولیوں پر ڈال دیتا ہے۔ بہت سے ڈاکٹر ان گولیوں کو بھی دس جھٹکے دے دیتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح 10 ملی لیٹر دوا سے مزید پچاس مریضوں کی دوا تیار ہو جاتی ہے (10 ملی لیٹر میں 250 قطرے بن جاتے ہیں۔

ہومیو پیتھک ڈاکٹرز اپنی اس دوا کے 10 روپے سے لے کر 20 روپے، تیس روپے یا پچاس اور 100 روپے بھی چارج کر لیتے ہیں۔ قیمت کا انحصار دوا کی پوٹنسی، دوا کی مقدار یعنی دو یوم کی چار یوم کی یا ہفتہ دو ہفتہ کی، پر ہوتا ہے۔ کیا چینی کی ننھی گولیوں کے واسطے سے چند قطروں کی شکل میں یہ دوا مریضوں کے لئے شفاء اور صحت کا پیغام بن سکتی ہے؟

ہومیو پیتھی کے ناقص ہونے کے بارے میں ایک خط

جنابِ ڈاکٹر سیّد مبین اختر صاحب

السلام علیکم؛

میں نے ہومیو پیتھی، عملیات اور دیگر عطائیوں کے فوائد و نقصانات پر مشتمل آپ کا کتابچہ پڑھا۔ آپ کا کہنا ہے کہ ہومیو پیتھک میں دوا کی مقدار یا ایک جز بھی نہیں ہوتا، لہٰذا دوا نفسیاتی طور پر مریض کو اثر کرتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ وہ دوا کھا رہا ہے اصل میں اس دوا میں تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اگر یہ صرف ایک نفسیاتی طریقہ علاج ہی ہے تو میں ایک ایسی فارمیسی کو جانتی ہوں جو مرغیوں پر ہومیو ادویات کو کامیابی سے استعمال کر رہے ہیں۔ اب انسان تو بقول آپ کے نفسیاتی طور پر ٹھیک ہو جاتا ہے، تو مرغیوں میں کون سی نفسیات ہوتی ہے جس سے وہ ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ جبکہ وہ وہی دوا استعمال کر رہی ہیں جس میں بقول آپ کے کچھ بھی نہیں ہے۔

کوئی چیز اگر آنکھ سے یا کسی آلے کی مدد سے نہ دیکھی جا سکے تو اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ ہے بھی نہیں، بھلا خدا کبھی کسی کو نظر آیا ہے آپ اس کے وجود کے قائل ہیں کہ نہیں یہ تو آپ ہی بہتر طور پر بتائیں گے۔ آپ کے جواب کی منتظر رہوں گی۔

فقط والسلام

خالدہ ضیاء

(فیڈرل بی ایریا، کراچی)

خط کا جواب

محترمہ خالدہ ضیاء صاحبہ
السلام علیکم؛

ہومیوپیتھی کے بارے میں خط لکھنے کا شکریہ، یہ کہ ہائی پوٹینسی (High Potency) ہومیوپیتھی ادویات میں دوا کا ایک سالمہ (Molecule) بھی نہیں ہوتا ایک حقیقت ہے۔ جو کسی بھی لیبارٹری (Laboratory) سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

آپ کا یہ سوال کہ مرغیوں میں دی گئی ہومیوپیتھی دوا پھر کیوں کارگر ہوتی ہے، جبکہ ان پر کوئی نفسیاتی اثر نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بہت ساری مرغیاں، دوسرے جانور اور اکثر معمولی امراض کے مریض بغیر دوا کے بھی ٹھیک ہوجاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت انسانوں، جانوروں اور نباتات میں رکھی ہے کہ وہ اپنا علاج خود کرسکیں۔ اسی لیئے ضروری ہے کہ ادویات پر ایسا تجربہ کیا جائے جس سے ثابت ہوسکے کہ وہ خداداد صلاحیت والا علاج اور محض نفسیاتی اثرات کے علاج سے بہتر ہوسکیں۔

اس کو دو گروہوں کا مقابلہ(Double-Blind) تجربہ کہتے ہیں۔ اس قسم کے تجربات کے بارے میں تفصیل لکھی جاچکی ہے۔ آپ کا یہ نکتہ کہ خدا بھی تو نظر نہیں آتا پھر ہم اس کے کیسے قائل ہوجاتے ہیں ایک دلچسپ سوال ہے۔ جیسے دوا اپنے اثرات سے پہچانی جاتی ہے ایسے ہی خدا اپنے اثرات یعنی قدرتی کمالات سے پہچانا جاتا ہے۔ قرآن میں

بار بار آیا ہے کہ خدا تو نظر نہیں آتا مگر اس کی نشانیاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ ماں کے پیٹ میں ایک بوند سے ایک انسانی بچّے کا تیار ہونا، ہر سال ایک ہی زمین سے سینکڑوں قسم کے پھول، پھل اور سبزیاں نمودار ہونا، سورج، زمین اور چاند کی با قاعدہ گردش سے دن اور رات کا نظام، سیارے اور ستارے جس کی تعداد کھربوں سے بھی زیادہ ہے اور جو اپنے اپنے مدار میں باقاعدگی سے تیر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ ایک لاکھ چونسٹھ ہزار ایسے حضرات ہیں جنہیں ہم پیغمبر و نبی اور رسول کہتے ہیں اور جو سچائی کے پیکر تھے اور جنہوں نے براہ راست کسی نہ کسی واسطے سے اللہ تعالیٰ سے رابطہ کیا ان کی بھی یہ ہی تعلیم ہے کہ ایک ہستی ایسی ہے جو ہماری خالق اور مالک ہے اور جو ساری کائنات کی موجد ہے اور انسانوں، حیوانوں اور ساری کائنات کو قائم رکھتی ہے اور اس کا نام کسی زبان میں خدا کسی میں گاڈ (GOD) اور عربی میں اللہ بتایا گیا ہے۔

ہمارے آخری پیغمبر محمد ﷺ کے پاس اللہ کی وحی آئی جو قرآن کی شکل میں ہمارے پاس آج بھی موجود ہے اس میں بھی یہی بتایا گیا ہے۔

ان کی زندگی کے حالات اور ارشادات ہمارے پاس آج بھی موجود ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور ہمیشہ کیلئے انسانیت کو پیغام دیا:

(لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔

ان سب چیزوں کے بعد ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ کے وجود کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

والسلام

ڈاکٹر سیّد مبین اختر

اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ
اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شفَائُکَ
شِفَآءً لَا يُغَادِرُ سَقَماً

ترجمہ:-" اے تمام لوگوں کے رب تکلیف کو دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جو ذرہ بھی مرض نہ چھوڑے۔ (مدارج النبوۃ)

****

کراچی نفسیاتی ہسپتال کی خصوصیات

(1) نفسیاتی امراض کے جدید اور موثر علاج کی سہولت۔
(2) جنسی امراض کا موثر علاج۔
(3) ذہنی علاج کی مشین (E.C.T. Machine) کی تیاری اور فروخت کا انتظام جس سے دوسرے ذہنی معالج بھی مستفید ہو رہے ہیں۔
(4) کراچی نفسیاتی ہسپتال کے مجلے کا اجراء جو باقاعدگی سے ملک اور بیرون ملک مقیم ڈاکٹروں کو ارسال کیا جاتا ہے۔
(5) مریضوں کے کوائف کمپیوٹر میں محفوظ رکھے جاتے ہیں۔
(6) کتب خانہ LIBRARY جو نفسیات، طب، تعلیم اور مذہب کے موضوعات پر جدید ترین کتب اور جرائد کے وسیع ذخیرہ پر مشتمل ہے۔
(7) دواخانہ جہاں سے معیاری ادویات ارزاں نرخوں پر دستیاب ہیں۔
(8) کالج برائے فزیشن و سرجن سے منظور شدہ۔